ڈاکٹر رؤف پاریکھ

تحسین سروری اور ان کا جیل سے لکھا گیا ایک خط

زیرِ نظر خط تحسین سروری نے ۲۱؍جون ۱۹۶۰ء کو سکندر آباد جیل سے صفیہ بیگم کو لکھا تھا جو معروف اہلِ قلم سلیمان اریب کی اہلیہ تھیں۔ سلیمان اریب تحسین سروری کے دوست تھے۔ اریب اور ان کی اہلیہ ''صبا'' کے نام سے حیدر آباد دکن ایک رسالہ شائع کرتے تھے۔

تحسین سروری

تحسین سروری شاعر، ادیب، صحافی، محقق، ماہر غالبیات اور مدوِّن تھے۔ ۱۹۱۸ء میں حیدر آباد دکن کے ایک مضافاتی گاؤں قطب اللہ پور میں پیدا ہوئے[۱]۔ ان کا اصل نام میر کاظم علی تھا۔ وہ پہلے تحسین حیدر آبادی کے نام سے لکھتے رہے، بعد میں اپنے والد میر سرور علی کی مناسبت سے تحسین سروری کا قلمی نام اختیار کیا[۲]۔ دسویں کے امتحان میں کامیاب ہوئے تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا اور بعض لوگوں نے جائیداد کے سلسلے میں مقدمے بازی شروع کر دی[۳]۔ لیکن پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے ادیب فاضل (اردو) اور منشی (فارسی) کے امتحانات کامیاب کیے۔ مزاج ادبی تھا لہٰذا نظام شوگر فیکٹری کی ملازمت چھوڑ کر دکن نیوز سروس میں آ گئے[۴]۔ ہفت روزہ ''آزاد'' اور ''دورِ جدید'' کے ادارۂ تحریر سے بھی کچھ وابستگی پیدا کی[۵]۔ پھر دکن ریڈیو میں مسودہ نگار ہو گئے۔ دکن ریڈیو سے ان کی نظمیں نشر ہوتی رہیں اور دکن پر ہندوستانی حملے کے دوران میں ان کی بعض نظمیں بہت مقبول بھی ہو گئیں جن میں دکن کی آزادی کا پرچار کیا گیا تھا[۶]۔ شاید اسی کی پاداش میں انھیں سقوطِ دکن کے بعد ایسے کئی اور لوگوں کی طرح پاکستان آنا پڑا جو دکن پر ہندوستانی قبضے کے خلاف سرگرم رہے تھے۔ وہ جنوری ۱۹۴۹ء میں دکن سے بمبئی (اب ممبئی) ہوتے ہوئے بحری جہاز سے کراچی چلے آئے[۷]۔

کراچی میں ریڈیو پاکستان اور پھر انجمن ترقی اردو میں ملازم ہو گئے۔ انجمن میں مولوی عبدالحق اور قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی کی صحبت نے انھیں شاعر سے نثر نگار اور محقق بنا دیا[۸]۔ اقربا سے ملنے ہندوستان پہلی بار ۱۹۵۴ء میں اور دوسری بار ۱۹۵۹ء میں گئے۔ لیکن دوسری بار کسی وجہ سے واپس نہ آ سکے۔ غیر قانونی قیام کے الزام میں ان کو گرفتار کر لیا گیا، مقدمہ چلا اور چار مہینے کی سزا ہو گئی۔ اس کے بعد بھی کچھ عرصے وہیں رہے۔ اگست ۱۹۶۱ء میں واپسی ممکن ہوئی[۹]۔ یہاں جو خط پیش کیا جا رہا ہے وہ اسی قید کے دوران میں لکھا گیا تھا۔

کراچی واپسی پر کچھ عرصے کے بعد پاکستان رائٹرز گلڈ کے پرچے ''ہم قلم'' میں نائب مدیر کی حیثیت سے جگہ ملی[۱۰]۔ پھر انجمن ترقی اردو میں جز وقتی کام ملا اور بہت دن بعد وہاں مستقلاً ملازمت ملی[۱۱]۔ تنفس کے عارضے میں مبتلا تھے اور اسی کی وجہ سے ۷؍دسمبر ۱۹۷۶ء کو کراچی میں انتقال کر گئے[۱۲]۔

تحسین سروری کی مرتبہ کتابیں یہ ہیں: مسدسِ رنگین (سعادت یار خاں رنگین) چند ہم عصر (مولوی عبدالحق) قادر

نامۂ غالب، معراج العاشقین (اس کو پہلے غلط طور پر بندہ نواز گیسو دراز سے منسوب کیا جاتا تھا لہٰذا اسی طور پر شائع ہوئی)، پری خانہ (واجد علی شاہ)[۱۳]۔ ان کے کلام کا کوئی مجموعہ مرتب نہیں ہوسکا۔ خاصا کلام اور مضامین و مقالات، جس میں بہت کچھ غیر مطبوعہ بھی ہے، ان کے صاحب زادے علی فیضان سروری، مقیم کراچی، کے پاس محفوظ ہے۔ وہ کلام کی تدوین اور اشاعت کے لیے کوشاں ہیں۔ ادبی و علمی جرائد میں بکھرے ہوئے اور بعض غیر مطبوعہ تحقیقی و تنقیدی مقالات کی جمع آوری کا کام بھی جاری ہے۔ تحسین سروری ایک معروف غالب شناس بھی تھے۔ غالب پر لکھے گئے ان کے مقالات کا مجموعہ ڈاکٹر تنظیم الفردوس صاحبہ اور راقم الحروف مشترکہ طور پر مرتب کر رہے ہیں، امید ہے جلد ہی شائع ہوگا۔ آج جامعات میں زندہ اہلِ قلم پر تو پی ایچ ڈی اور ایم فل کے نام پر نام نہاد تحقیق ہو رہی ہے لیکن افسوس کہ تحسین سروری جیسے محقق پر کسی نے ایم اے کی سطح کا کام کرانے کی بھی زحمت نہیں کی۔

سلیمان اریب اور صفیہ بیگم

سلیمان اریب حیدرآباد دکن کے معروف ترقی پسند شاعر اور صحافی تھے۔ ۵/اپریل ۱۹۲۲ء کو حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے[۱۴]۔ کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہوگئے تھے اور ۱۹۵۲ء میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔ ہفت روزہ ''جمہور'' اور ماہنامہ ''چراغ'' کے مدیر رہے نیز ادارۂ ادبیات اردو کے جریدے ''سب رس'' کی ادارت سے بھی وابستہ رہے[۱۵]۔ ۱۹۵۵ء میں انجمن ترقی اردو کے تعاون سے ماہنامہ ''صبا'' جاری کیا لیکن بعد میں یہ ان کا ذاتی پرچہ بن گیا اور وہ مالی مشکلات کے باوجود اسے آخری وقت تک، بے قاعدگی ہی سے سہی، نکالتے رہے[۱۶]۔ ۷/ستمبر ۱۹۷۰ء کو بعارضۂ سرطان انتقال کیا[۱۷]۔ سلیمان اریب نے دوسری شادی صفیہ بیگم سے کی تھی گو صفیہ کے والد اس شادی کے مخالف تھے[۱۸]۔ صفیہ ''صبا'' کے کام میں اریب کا ہاتھ بٹاتی رہیں۔

حبسیاتی ادب

ادبی تاریخ میں حبسیاتی ادب (prison literature) کی بڑی اہمیت ہے اور اس کی تاریخ بھی خاصی قدیم ہے۔ دنیا کی کئی زبانوں میں حبسیاتی ادب ملتا ہے۔ حبسیاتی ادب سے مراد وہ ادب ہے جو کسی قید یا نظربندی کے دوران میں لکھا جائے، خواہ وہ اس قید سے متعلق ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ فکشن ہو یا کچھ اور[۱۹]۔ قید میں کئی شاہکار بھی تخلیق کیے گئے ہیں۔ انگریزی، روسی، فرانسیسی اور دیگر زبانوں کے ادب میں بھی حبسیاتی ادب کی روایت موجود ہے۔ دیگر زبانوں کو چھوڑ کر صرف اردو شاعری ہی کو دیکھا جائے تو بہادر شاہ ظفر، ظفر علی خان، ابوالکلام آزاد، محمد علی جوہر، حسرت موہانی، فیض احمد فیض، حبیب جالب، علی سردار جعفری اور دیگر کئی شعرا کے نام سرسری مطالعے ہی میں سامنے آجاتے ہیں۔ نثر نگار الگ ہیں۔

بہرحال، تحسین سروری کا یہ خط اور اس کے ساتھ منسلک شاعری بھی حبسیاتی ادب کی اچھی مثال ہے۔ نہیں معلوم کہ یہ خط، جو یقیناً اصل ہے کیونکہ اس کے آخر میں جیسا کہ ذکر ہوا جیلر کے دستخط ہیں، واپس تحسین سروری تک کس طرح پہنچا۔ غالباً یہ خط پوسٹ نہیں ہوسکا تھا یا کسی وجہ سے مکتوب الیہ تک نہیں پہنچ سکا تھا جیسا کہ اس خط میں بھی یہ خدشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ یا ممکن ہے انھوں نے رہائی کے بعد صفیہ بیگم سے واپس لے لیا ہو، شاید اس لیے کہ اس میں ان کی تخلیقات تھیں۔ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس میں موجود تخلیقات ''صبا'' میں شائع ہوئیں یا نہیں۔ ''صبا'' کے اس زمانے کے پرچے (جو پاکستان میں کم یاب ہیں) دیکھنے کے بعد ہی اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان میں سے اگر کچھ چھپا تھا تو کیا کچھ۔ سرِدست صرف خط پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ خط تحسین سروری کے صاحب زادے علی فیضان سروری کے تعاون کی بدولت میسر آیا ہے اور انھیں کے شکریے کے ساتھ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ خط ایک چھوٹی سی نوٹ بک (جسے بچے بالعموم اسکول میں لکھنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور جو ہمارے ہاں عرفِ عام میں ''کاپی'' کہلاتی ہے) پر لکھا گیا تھا۔ اس کو باقاعدہ سنسر کیا گیا اور اس کی منظوری جیلر نے دی جس کی مہر اس ''کاپی'' کے آخری صفحے پر ثبت ہے اور جو خط کے منسلکہ عکس میں بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ خط ملاحظہ ہو:

☆

۲۱ر جون ۱۹۶۰ء

سکندر آباد ڈسٹرکٹ جیل[۲۲]

حیدر آباد دکن

عزیزی صفیہ بیگم!

اس سے پہلے تمھیں ایک خط لکھ چکا تھا، جس کا تمھاری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ اریب کے خط سے معلوم ہوا کہ تمھاری طبیعت کچھ ناساز تھی اس لیے تم میرے خط کا جواب نہ لکھ سکیں اور دو۲ تین روز میں مجھے خط لکھنے والی ہو۔

میری رہائی میں ابھی ۱۴ روز باقی ہیں، گویا میں نے ساڑھے تین ماہ کی مدت جیل میں گزار دی۔ تم نے شاید سنا ہوگا کہ جیل میں فرصت زیادہ ہونے سے میں شعر گوئی سے دل بہلاتا رہتا ہوں۔ چنانچہ اس خط کے ساتھ جو نظمیں، غزلیں اور چند متفرق اشعار ارسال کر رہا ہوں یہ سب جیل کی تخلیقات ہیں۔ تم نے ۲ مئی کے سیاست ۲۰ میں میری ایک غزل دیکھی ہوگی جو کہ جیل کے حوالے سے چھاپی گئی تھی۔ میں نے یہ غزل ایک عام پوسٹ کارڈ پر لکھ کر برادرم محبوب حسین جگر[۲۱] کے نام ارسال کی تھی جو سنسر کے بعد سیاست کے دفتر پہنچی، لیکن جب یہ غزل چھپ چکی تو اربابِ جیل کو محسوس ہوا کہ انھوں نے میرا جو خط سنسر کیا تھا وہ ایک غزل تھی جو اشاعت کی غرض سے بھیجی گئی تھی۔ چونکہ یہ بات قوانینِ جیل کے خلاف تھی اور اس طرح ایک قیدی کے ساتھ تعاون کسی طرح بھی جائز نہیں تھا۔ اس لیے مجھے وارننگ دی گئی اور ساتھ ہی اس بات کا پابند کر دیا گیا کہ آئندہ سے میں اپنی کوئی تخلیق سپرنٹنڈنٹ یا جیلر کی اجازت کے بغیر باہر نہ بھیجوں۔ لیکن اس واقعہ کے بعد میں نے اپنی کوئی چیز کسی اخبار یا رسالے کو نہیں بھیجی۔ اس دوران میں میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ سب کچھ یہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک مختصر سے نوٹ کے ساتھ تم ان سب چیزوں کو یا ان میں سے چند منتخب چیزوں کو 'صبا'' میں شائع کر دو۔ بشرطیکہ میرا یہ کلام تم تک پہنچ سکے۔

ان تخلیقات کے متعلق میں خود اپنی رائے کا اظہار کرنے سے قاصر ہوں۔ تمھاری جو رائے ہوگی وہ صحیح ہوگی۔ البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ سب ایک خاص موڈ کی چیزیں ہیں، ان میں کوئی امنگ اور کوئی جوش نہیں، لیکن یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ ان میں نراجیت ہے۔ ان میں گہرائی اور گیرائی بھی کم ہے لیکن سطحیت سے بھی میری یہ تخلیقات پاک ہیں۔ بعض غزلیں اور بعض غزلوں کے بعض اشعار تو مجھے بہت زیادہ پسند ہیں۔

اس سے زیادہ مجھے کچھ اور کہنا نہیں ہے۔ اب تمھارے نوٹ کے بعد مجھے معلوم ہوگا کہ ان تخلیقات کے متعلق میرا یہ خیال کس حد تک درست ہے۔

چونکہ اب میں چند روز میں چھوٹنے والا ہوں اس لیے تم مجھے خط لکھنے کی زیادہ فکر نہ کرنا۔ مجھے فکر یہ ہے کہ میرا یہ خط

اور کلام تم تک پہنچتا ہے یا نہیں۔ اریب سے کہنا کہ ان کا ۱۷ر جون کو لکھا ہوا خط مل گیا ہے اور میری کاروائی [کذا: کارروائی] کے سلسلہ میں انھوں نے جو معلومات فراہم کی ہیں وہ قدرے اطمینان بخش ہیں۔ تاہم ہمیں غفلت سے کام نہ لینا چاہیے۔

تمھارا خوب صورت سا بچہ حسین اریب اب کافی سیانا اور شریر ہو گیا ہوگا، میری طرف سے اس کو پیار کرنا۔ اریب کے خط سے متین اور منیر کی خیریت معلوم ہوئی۔ ان لوگوں سے ملاقات ہو تو میرا اسلام کہنا۔ مجھے صحیح طور پر نہیں معلوم کہ یہ لوگ ابھی تک کوچۂ چراغ علی میں مقیم ہیں یا مغل پورہ منتقل ہو گئے ہیں۔ سنا ہے کہ مشیر بھی آیا ہوا ہے۔ غالباً وہ جنوبی افریقہ سے براہ پاکستان آیا ہوگا۔ باقی عندالملاقات۔ خدا حافظ۔

دعا گو

تحسین سروری

حواشی

۱۔ سروری، علی فیضان، تحسین سروری: حیات و تصانیف، مشمولہ قومی زبان، ص ۵۱۔ مالک رام نے تحسین سروری کا سالِ پیدائش ۱۹۱۷ء لکھا ہے (تذکرۂ معاصرین، ج ۴، ص ۱۷۷)۔ لیکن علی فیضان سروری چونکہ تحسین سروری کے صاحب زادے ہیں لہٰذا ان کی شہادت زیادہ معتبر سمجھی جانی چاہیے۔

۲۔ مالک رام، تذکرۂ معاصرین، ج ۴، ص ۱۷۷۔ علی فیضان سروری کے مطابق تحسین سروری اپنے خاندان والوں میں میر کاظم علی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ محولہ بالا، ص ۵۳۔

۳۔ ایضاً؛ نیز سروری، علی فیضان، ایضاً۔

۴۔ مالک رام، محولہ بالا۔

۵۔ ایضاً، ج ۴، ص ۱۷۸۔

۶۔ سروری، علی نیضان، ص ۵۱۔

۷۔ مالک رام، ج ۴، ص ۱۷۸۔

۸۔ محولہ بالا۔

۹۔ مالک رام، محولہ بالا۔ مالک رام نے گرفتاری کی وجہ غیر قانونی قیام بیان کی ہے لیکن علی فیضان سروری کے مطابق ان کا جرم صرف یہ تھا کہ کسی زمانے میں آزاد حیدر آباد دکن ریاست کے وفادار تھے (ص ۵۲)۔

۱۰۔ سروری، علی فیضان، ص ۵۲۔

۱۱۔ مالک رام، ج ۴، ص ۱۷۸۔

۱۲۔ مالک رام، ص ۱۷۹؛ سروری، علی فیضان، ص ۵۴۔

۱۳۔ مالک رام، ج ۴، ص ۱۷۹؛ سروری، علی فیضان، ص ۵۳۔

۱۴۔ مالک رام، تذکرۂ معاصرین (ترتیبِ نو، چہار جلد یکجا)، ص ۵۱۶۔

۱۵۔ محولہ بالا۔

۱۶۔ ایضاً۔

۱۷۔ ایضاً۔

۱۸۔ ایضاً۔

۱۹۔ ملاحظہ ہو انٹرنیٹ پر ''وکی پیڈیا انسائیکلو پیڈیا'' نیز بعض دیگر ویب گاہیں۔ اردو میں اس موضوع پر بہت ہی کم کام ہوا ہے۔ لیکن ہمارے طالب علموں کو تو غیر اہم اور عجیب وغریب موضوعات پر ''تحقیق'' کرنے ہی سے فرصت نہیں، اردو کے حبسیاتی ادب کے موضوع پر کام کون کرے۔ بہت عرصے قبل فہیم انصاری نے قید و بند کے موضوع پر لکھی گئی اور قید میں لکھی گئی شاعری کا ایک مختصر سا انتخاب کراچی سے ''موضوعاتی شاعری: پہلا رنگ، قید و بند'' کے عنوان سے شائع کیا تھا۔

۲۰۔ ''سیاست'' حیدرآباد دکن سے نکلنے والا معروف اردو اخبار ہے جو ۱۹۴۹ء میں عابد علی خاں کی ادارت میں جاری ہوا تھا (مہدی، سید ممتاز، ص ۴۲)۔ یہ اب بھی نکلتا ہے۔

۲۱۔ اردو کے دو معروف مزاح نگار بھائیوں ابراہیم جلیس اور مجتبیٰ حسین کے بھائی محبوب حسین جگر جو معروف ادیب اور صحافی تھے اور کبھی کبھی خود بھی مزاح لکھتے تھے۔

۲۲۔ جیسا کہ ابتدا میں ذکر ہوا، اس خط پر جیلر کی مہر اور دستخط بھی موجود ہیں۔

فہرستِ اسنادِ محولہ

۱۔ انصاری، فہیم (مرتب)، موضوعاتی شاعری: پہلا رنگ، قید و بند، ہم لوگ پبلی کیشنز، کراچی، سن ندارد۔

۲۔ سروری، علی فیذان، حیات وتصانیف، مشمولہ قومی زبان، کراچی، دسمبر ۲۰۱۲ء

۳۔ مالک رام، تذکرۂ معاصرین، ج ۴، مکتبۂ جامعہ، دہلی، ۱۹۸۲ء۔

۴۔ مالک رام، تذکرۂ معاصرین (ترتیب نو، چہار جلد یکجا)، الفتح پبلی کیشنز، راول پنڈی، ۲۰۱۰ء۔

۵۔ مہدی، سید ممتاز، حیدرآباد کے اردو روزناموں کی ادبی خدمات، قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، دہلی، ۱۹۹۸ء۔

۶۔ en.wikipedia.org/wiki/Prison_literature